الشیخ العلامہ ابو زہرہ
استاذ قانون قاہرہ یونیورسٹی۔ مصر
ترجمہ: مولانا غلام احمد حریری ایم اے

بہائی فرقہ اور اس کے عقائد و افکار

جس کا آغاز تجدید و اصلاح مذہب کے خوشنما دعووں سے ہوا

قادیانیت کیطرح بہائی مذہب بھی پاکستان میں تبلیغی جال پھیلا رہا ہے۔ بہائیوں نے پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں تبلیغی مراکز قائم کر رکھے ہیں، جہاں سے لٹریچر شائع کر کے عوام میں بلاقیمت تقسیم کیا جاتا ہے۔ ان کے مبلغ ہر وقت مرکز میں موجود رہتے اور تبلیغی ہتھکنڈے استعمال کرتے رہتے ہیں۔ پڑھے لکھے لوگوں کے گھروں میں لٹریچر بھیج دیا جاتا ہے۔ لائلپور اور لاہور ان کی تبلیغی سرگرمیوں کے خصوصی مرکز ہیں، ضرورت ہے کہ دینی غیرت سے بہرہ مند نوجوان اٹھ کھڑے ہوں اور اس شجرۂ خبیثہ کو برگ و بار لانے سے پہلے ہی ملک بدر کر دیں۔ ہمارے یہاں پہلے ہی بے دینی کیا کم ہے کہ اس پر ایک اور دینی فتنہ کا اضافہ کیا جائے۔

★

بہائی فرقہ نے شیعہ اثنا عشریہ سے جنم لیا۔ اس کتاب[1] میں بہائی فرقہ کا ذکر کرنے سے یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ اسلامی فرقہ ہے۔ چونکہ یہ فرقہ مسلمانوں میں پروان چڑھا اور اس کا بانی و موسس بھی ایک اسلامی فرقہ کی جانب منسوب تھا، لہٰذا ہم نے اس کے ذکر و بیان کو ضروری تصوّر کیا۔ یہ حقیقت ہے کہ بہائی فرقہ ان اصول و مبادی کو تسلیم نہیں کرتا جن پر مسلمانوں کا اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ اور جن کی حیثیت اسلام میں اساسی و بنیادی ہے۔

بانیٔ فرقہ | بہائی فرقہ کا بانی مرزا علی محمد شیرازی ۱۲۵۲ھ مطابق ۱۸۲۰ء ایران میں پیدا ہوا۔

---

[1] یہ مضمون علامہ ابوزہرہ کی شہرہ آفاق کتاب "المذاہب الاسلامیہ" سے ماخوذ ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ "اسلامی مذاہب" کے نام سے حال ہی میں ملک برادرز کارخانہ بازار لائل پور سے شائع ہوا ہے۔

یہ اثنا عشری شیعہ سے تعلق رکھتا تھا مگر اثنا عشریوں کی حدود سے تجاوز کر گیا۔ اس نے اسماعیلی فرقے کے عقائد باطلہ اور فرقہ سبئیہ کے عقیدۂ حلول کا ایک ایسا معجون مرکب تیار کیا جسے اسلامی عقائد سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔

یہ ایک طے شدہ بات ہے کہ امام مستور کا عقیدہ اثنا عشری شیعہ کے اساسی عقائد میں سے ہے۔ ان کے عقیدہ کے مطابق بارھواں امام "سُرَّمَن رَائ" کے شہر میں غائب ہو گیا تھا اور ابھی تک وہ اس کے منتظر ہیں۔ مرزا علی محمد بھی دیگر اثنا عشریہ کی طرح یہی عقیدہ رکھتا تھا اکثر اہل فارس جن میں یہ نوجوان (مرزا علی محمد) پروان چڑھا اسی نظریہ کے حامل تھے۔ اس نے اثنا عشری فرقہ کی حمایت میں بڑی غیرت کا ثبوت دیا، جس کے نتیجہ میں یہ لوگوں کی توجہ کا مرکز بن گیا۔ فن نفسیات سے اسے گہرا لگاؤ تھا، یہ فلسفیانہ نظریات کے درس و مطالعہ میں بھی لگا رہتا لوگوں کی حوصلہ افزائی کے صلہ میں مرزا علی محمد نے یہ دعویٰ کر دیا کہ وہ امام مستور کے علوم و فنون کا واحد عالم بے بدل ہے۔ اور اس کی طرف رخ کئے بغیر وہ علوم حاصل نہیں کئے جا سکتے اس لئے کہ شیعہ فرقہ کے قول کے مطابق دیگر ائمہ اثنا عشریہ کی طرح امام مستور ائمہ سابقین کی وصیت کی بنا پر قابل اتباع علوم کا جامع اور مصدر ہدایت و معرفت ہوتا ہے۔

اس مفروضہ کی بنا پر کہ مرزا علی محمد ائمہ سابقین کے علوم کا حامل ہے اسے حجت سمجھا جانے لگا اور بلا چون و چرا اسکی اطاعت کی جانے لگی۔ ایک کامل امام کی حیثیت حاصل ہو جانے پر مرزا علی محمد ایک متبوع امام قرار پائے اور بلا استثناء ان کے جملہ اقوال کو مقبولیت عامہ حاصل ہو گئی۔

کچھ عرصہ گذرنے پر مرزا علی محمد غلو سے کام لینے لگا۔ اور اس نظریہ کو مطلقاً نظر انداز کر دیا کہ وہ امام مستور کے علوم کا ناقل ہے۔ اس نے مستقل مہدی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ جن کا ظہور غیبوبت امام کے ایک ہزار سال بعد ہونے والا تھا۔ امام غائب ۲۶۰ھ میں نظروں سے اوجھل ہوئے تھے۔ مرزا نے اس سے بڑھ کر یہ دعویٰ بھی داغ دیا کہ ذات خداوندی اس میں حلول کر آئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے توسط سے مخلوقات کے سامنے جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ اس نے یہ بھی کہا کہ آخری زمانہ میں موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کا ظہور اس کے ذریعہ ہوگا۔ اس نے نزول عیسیٰ کے عام عقیدہ سے تجاوز کر کے اس پہ رجوع موسیٰ کا اضافہ کیا اور کہنے لگا کہ ان دونوں انبیاء کا ظہور اس کے توسط سے ہوگا۔

مرزا علی محمد کی شخصیت میں اتنی جاذبیت پائی جاتی تھی کہ لوگ اس کے بلند بانگ دعاوی کو بلا چون و چرا مان لیتے تھے۔ مگر علماء نے امامیہ ہوں یا غیر امامیہ یک زبان ہو کر اس کے خلاف

آواز بلند کی۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ اس کے مزعومات و دعاوی قرآن کے پیش کردہ حقائق وعقائد کے سراسر منافی تھے۔ مرزا نے علماء کی مخالفت کی پرواہ نہ کی بلکہ انہیں منافق لالچی اور تملق پسند کہہ کر لوگوں کو ان سے متنفر کرنے لگا۔ بایں ہمہ لوگ اسکی باتوں کو سنتے اور بلا حجت و برہان اس کی پیروی کا دم بھرتے رہے۔

بانیٔ بہائیت کے عقائد و اعمال ان دعاوی باطلہ کے بعد مرزا علی محمد چند عقائد و اعمال کا اعلان کرنے لگا۔ ہم ذیل میں وہ امور ذکر کرتے ہیں۔ اعتقادی امور یہ تھے۔

۱۔ مرزا علی محمد روزِ آخرت اور بعد از حساب دخولِ جنّت وجہنم پر ایمان نہیں رکھتا تھا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ روزِ آخرت سے ایک جدید روحانی زندگی کی جانب اشارہ کرنا مقصود ہے۔

۲۔ وہ بالفعل ذاتِ خداوندی کے اس میں حلول کر آنے پر اعتقاد رکھتا تھا۔

۳۔ رسالتِ محمدی اس کے نزدیک آخری رسالت نہ تھی، وہ کہتا تھا کہ ذاتِ باری مجھ میں حالّ ہے اور میرے بعد آنے والوں میں بھی حلول کرتی رہے گی۔ گویا حلولِ الوہیت کو وہ اپنے لئے مخصوص نہیں ٹھہراتا تھا۔

۴۔ وہ کچھ مرکب حروف ذکر کرکے ہر حرف کے عدد نکالتا اور اعداد کے مجموعہ سے عجیب و غریب نتائج اخذ کرتا تھا۔ وہ ہندسوں کی تاثیر کا قائل تھا۔ انیس۱۹ کا ہندسہ اس کے نزدیک خصوصی مرتبہ کا حامل تھا۔

۵۔ اس کا دعویٰ تھا کہ وہ تمام انبیاء سابقین کی نمایندگی کرتا ہے۔ وہ مجموعۂ رسالات ہے اور اس اعتبار سے مجموعۂ ادیان بھی۔

بنابریں بہائی فرقہ یہودیت، نصرانیت اور اسلام کا معجونِ مرکب ہے۔ اور ان میں کوئی حدِ فاصل نہیں پائی جاتی۔

مرزا نے اسلامی احکام میں تبدیلی پیدا کرکے عجیب وغریب قسم کے عملی امور مرتب کئے تھے۔ وہ عملی امور حسب ذیل ہیں۔

۱۔ عورت میراث اور دیگر امور میں مرد کے برابر ہے۔ یہ آیت قرآنی کا صریح انکار ہے، جو موجب کفر ہے۔ [۱]

---

[۱] آج بھی ہمارے ہاں اس قسم کے فرسودہ اور غلط نظریات کے نمونے مل سکتے ہیں، اگر نام تجدد اور تحقیق و ریسرچ کا ہو۔ (مدیر)

۲۔ وہ بنی نوع انسان کی مساوات مطلقہ کا قائل تھا۔ اس کی نگاہ میں جنس ونسل، دین ومذہب اور جسمانی رنگت موجب امتیاز نہیں ہے۔ یہ بات اسلامی حقائق سے میل کھاتی ہے۔ اور ان کے منافی نہیں۔

علی محمد باب، کے اتباع وتلامذہ | یہ افکار وآراء مرزا نے اپنی تحریر کردہ تصانیف میں جمع کردیئے تھے جس کا نام البیان ہے۔ بحیثیت مجموعی ان کے جملہ افکار عقائد اسلام سے اعراض وانحراف، بلکہ انکار پر مبنی تھے۔ اس نے حلول کے نظریہ کو از سر نو زندہ کیا جسے عبداللہ بن سبا نے حضرت علیؓ کے لئے گھڑا تھا اور جو صریح کفر ہے۔ انہی وجوہات کے پیش نظر حکومت اس کے خلاف ہوگئی اور مرزا علی محمد اور اس کے اتباع کو ادھر ادھر بھگا دیا۔ مرزا نے ۱۸۵۰ء میں صرف تیس سال کی عمر میں راہی ملک عدم ہوا۔

مرزا علی محمد نے اپنی نیابت کیلئے اپنے دو مریدان باصفا کو منتخب کیا تھا۔ ایک صبح ازل نامی اور دوسرا بہاء اللہ۔ ان دونوں کو فارس سے نکال دیا گیا تھا۔ صبح ازل قبرص میں سکونت پذیر ہوا اور بہاء اللہ نے آدرنہ کو اپنا مسکن ٹھہرایا۔ صبح ازل کے پیرو بہت کم تھے اس کے مقابلہ میں بہاء اللہ کا حلقۂ ارادت خاصا وسیع تھا۔ بعد ازاں اس مذہب کو بہاء اللہ کی طرف منسوب کرکے بہائی کہنے لگے اس فرقہ کو بانی ومؤسس کی جانب منسوب کرکے بابی بھی کہا جاتا ہے۔ مرزا علی محمد نے اپنے لئے "باب" کا لقب تجویز کیا تھا۔

صبح ازل اور بہاء اللہ میں نقطۂ اختلاف یہ تھا کہ اوّل الذکر بابی و بہائی مذہب کو اسیطرح چھوڑ دینا چاہتا تھا، جیسے اس کے بانی نے اسے منظم کیا تھا۔ اس کا کام صرف تبلیغ واشاعت تھا۔ بخلاف ازیں بہاء اللہ نے مرزا کیطرح بہت سی اختراعات کیں، وہ بھی مرزا کیطرح حلول کا قائل تھا اور اپنے آپ کو مظہر الوہیت قرار دیتا تھا۔

وہ کہا کرتا تھا کہ مرزا علی محمد نے میرے متعلق بشارت دی تھی۔ مرزا کا وجود میرے لئے تمہید کا حکم رکھتا تھا۔ جسطرح نصاریٰ کی نظر میں حضرت یحییٰ علیہ السلام ظہور مسیح کا پیش خیمہ تھے۔

مشہور مستشرق گولڈ تسیہر اپنی کتاب "العقیدہ والشریعہ" میں لکھتے ہیں بہاء اللہ کی شخصیت میں روح الٰہی کا ظہور ہوا تاکہ اس عظیم کام کی تکمیل کی جائے جسے بہائیت کا بانی تشنۂ تکمیل چھوڑ گیا تھا۔ بنابریں بہاء اللہ کا منصب ومقام باب کی نسبت رفیع تر ہے۔ اس لئے کہ باب بہاء اللہ کی ذات سے قائم ہے۔ اور بہاء اللہ اس کو قائم رکھنے والا ہے۔ بہاء اللہ

اپنے آپ کو ذاتِ الٰہی کا مظہر قرار دیتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ وہ ذاتِ باری کے حسن و جمال کا جلوہ گاہ ہے۔ اور اس کے محاسن شیشہ کیطرح ذاتِ بہاء اللہ میں ضو فشاں ہیں۔ بہاء اللہ کی شخصیت بذاتِ خود وہ جمال اللہ ہے، جو ارض و سماوات میں یوں تاباں و درخشاں ہے۔ جیسے عمدہ قسم کے پتھر کو پالش کیا جائے تو وہ تابانی کے جوہر دکھاتا ہے۔ بہاء اللہ وہ عظیم شخصیت ہے جس کا ظہور اس جوہر (مرزا علی محمد) سے ہوا۔ اس جوہر کی معرفت بہاء اللہ کے بغیر حاصل نہیں کی جا سکتی۔ بہاء اللہ کے پیرو اسے فوق البشر تصور کرتے اور اسے اکثر صفاتِ الٰہی کا مجموعہ قرار دیتے تھے۔[۱]

(العقیدۃ والشریعۃ ص ۲۴۴ ترجمہ محمد یوسف عبدالعزیز عبدالحق و علی حسن عبدالقادر)

بہاء اللہ کے افکار و عقائد | جسطرح عوام کالانعام شخص پرستی کے عادی ہوتے ہیں، اسی طرح بہاء اللہ کے پیرو بھی اسی جرم کے مرتکب تھے۔ بعد ازاں بہاء اللہ اور صبح ازل کے اختلافات کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی گئی۔ یہ دونوں قریب قریب رہتے تھے۔ ایک آورنہ میں قیام پذیر تھا اور دوسرا قبرص میں۔ چنانچہ دولتِ ترکیہ نے بہاء اللہ کو عکا کی طرف ملک بدر کر دیا، جہاں اس نے اپنے مشرکانہ عقائد کو مدون کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ اس نے قرآنِ کریم کے خلاف بہت کچھ لکھا اور اپنے استاد کی مرتب کردہ کتاب البیان کی تردید پر قلم اٹھایا، بہاء اللہ نے عربی فارسی دونوں زبانوں کو تعبیر و بیان کا ذریعہ بنایا۔ اس کی مشہور ترین تصنیف "الاقدس" ہے۔ جس کے متعلق اس کا دعویٰ تھا کہ وہ وحی الٰہی پر مبنی اور ذاتِ خداوندی کیطرح قدیم ہے۔ وہ اعلانیہ کہا کرتا تھا کہ اس کی تصنیفات جملہ علوم کی جامع نہیں بلکہ اس نے بہت سے علوم کو اپنے برگزیدہ اصحاب کے لئے الگ محفوظ کر رکھا ہے۔ اس لئے کہ دوسرے لوگ ان باطنی علوم کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

بہاء اللہ کا دعویٰ تھا کہ جس مذہب کی وہ دعوت دے رہا ہے وہ اسلام سے الگ ایک جداگانہ مسلک کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ بات بہاء اللہ اور اس کے استاد میں مابہ الامتیاز ہے۔ اس کے استاد مرزا علی محمد کا دعویٰ تھا کہ وہ اپنے افکار سے اسلام کی تجدید و احیاء کر رہا ہے۔ اور وہ اسلام کے دائرہ سے خارج نہیں ہے۔ وہ بزعم خود اسلام کو ایک جدید مذہب قرار دیتا تھا اور اسکی اصلاح کا مدعی تھا۔

بخلاف ازیں بہاء اللہ اپنے مذہب کو دینِ اسلام سے ایک الگ مذہب تصور کرتا تھا۔ یہ کہ اس نے دینِ اسلام پر بڑا احسان کیا اور اسے اپنے مزعومات باطلہ کی آلودگی سے پاک رکھا۔[۲]

---

[۱] اس اقتباس کے آئینہ میں مرزا غلام احمد کی ظلی اور بروزی اصطلات کو دیکھئے، معلوم ہوگا کہ یہ بھی مرزا کادیانی کا سرقہ ہے نہ کہ خانہ زاد۔ (سمیع) [۲] یعنی جو لوگ اسلام کی تجدید و اصلاح کا نام لیکر اسلام کا حلیہ بگاڑنا چاہتے ہیں ایسے منافق بزدل اور کم حوصلہ لوگوں سے بہاء اللہ جیسے لوگ اسلام کیلئے کم ضرر رساں ثابت ہوتے ہیں جو اپنے کفریات کو اسلام کا نام تو نہیں دیتے ! (سمیع)

بہاء اللہ اپنے مذہب کو بین الاقوامی حیثیت دیتا اور اس بات کا دعویٰ دار تھا کہ یہ مذہب جمیع ادیان و مذاہب کا جامع اور سب اقوام کے لئے یکساں حیثیت رکھتا ہے۔ وہ وطن پرستی کے خلاف تھا اور کہا کرتا تھا کہ زمین سب کی ہے اور وطن سب کا ہے۔

چونکہ بہاء اللہ اپنے مذہب کو بین الاقوامی مذہب سمجھتا اور مظہر الٰہی ہونے کا دعویٰ دار تھا۔ اس لئے اس نے مشرق و مغرب کے سلاطین و حکام کو تبلیغی خطوط ارسال کئے اور ان میں یہ دعویٰ کیا کہ ذاتِ الٰہی اس میں حلول کر آتی ہے، وہ قرآنی اجزاء کیطرح اپنی تحریروں کو سُوَر (سورت کی جمع) کہا کرتا تھا۔ اُسے غیب دانی کا بھی دعویٰ تھا، وہ مستقبل میں وقوع پذیر ہونے والی پیش گوئیاں بھی کیا کرتا تھا۔ اتفاق سے بعض باتیں درست ثابت ہو جاتیں۔ مثلاً اس نے پیشگوئی کی تھی، کہ نپولین سوم کی حکومت ختم ہو جائے گی۔ چنانچہ چار سال کے بعد یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اس پیشگوئی کے ظہور سے اس کے پیروؤں کی تعداد میں بڑا اضافہ ہوا۔ بہاء اللہ نے ہوشیاری سے کام لیکر زوالِ حکومت کی کوئی تاریخ متعیّن نہیں کی تھی۔ ممکن ہے۔ اس نے سیاسی بصیرت کی بناء پر یہ بھانپ لیا ہو کہ یہ حکومت زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی۔ مگر یہ دعویٰ کسی شخص نے بھی نہیں کیا کہ بہاء اللہ کی سب پیشگوئیاں حرف بحرف صحیح ثابت ہوئیں۔ یہاں تک کہ اس کے بڑے سرگرم پیرو بھی یہ دعویٰ نہ کر سکے۔

بہاء اللہ اپنی دعوت کو پھیلانے کے لئے اپنے اتباع کو ترغیب دلایا کرتا تھا کہ وہ دوسری زبانیں سیکھیں۔

بہاء اللہ کی دعوت کے خصوصی خدوخال | بہاء اللہ کی دعوت کے خصوصی نکات یہ تھے۔

۱۔ بہاء اللہ نے تمام اسلامی قواعد و ضوابط کو ترک کر دیا تھا۔ بنابریں اس کا مذہب اسلام سے قطعی طور پر بے تعلق تھا۔ یہ بات بہاء اللہ اور اس کے استاد مرزا علی محمد میں ما بہ الامتیاز ہے۔

۲۔ وہ انسانوں کے رنگ و نسل اور ادیان و مذاہب کے اعتبار سے مختلف ہونے کے باوجود ان کی مساوات کا قائل تھا۔ مساوات بنی آدم کا نظریہ اس کی تعلیمات میں مرکزی حیثیت رکھتا تھا۔ تعصب و اختلافات سے پُر کائناتِ عالم میں بہاء اللہ کا یہ نظریہ بڑا جاذبِ نظر تھا۔

۳۔ بہاء اللہ نے عائلی نظام مرتب کیا اور اس میں اسلام کے بنیادی قوانین کی خلاف ورزی

کی چنانچہ وہ تعدد ازدواج سے روکتا تھا اور شاذ و نادر حالات میں اس کی اجازت دیتا تھا بصورت اجازت بھی وہ دو بیویوں سے تجاوز نہیں کرنے دیتا تھا۔ طلاق کی اجازت وہ ناگزیر حالات میں دیتا تھا۔ اس کے یہاں مطلقہ کے لئے کوئی عدت مقرر نہ تھی بلکہ طلاق کے بعد وہ فی الفور نکاح کر سکتی تھی۔[1]

۴۔ نماز باجماعت منسوخ کر دی۔ صرف نماز جنازہ میں جماعت کی اجازت تھی۔

۵۔ وہ خانہ کعبہ کو قبلہ قرار نہیں دیتا تھا بلکہ اس کا اپنا سکونتی مکان قبلہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ چونکہ وہ حلول باری تعالیٰ کا عقیدہ رکھتا تھا، لہذا قبلہ وہی جگہ ہونی چاہیئے جہاں خدا کی ذات حال ہو اور اور وہ بزعم خویش بہاء اللہ کا مکان تھا۔ جب بہاء اللہ اپنی سکونت تبدیل کر لیتا تو بہائی بھی اپنا قبلہ تبدیل کر لیا کرتے تھے۔

۶۔ بہاء اللہ نے اسلام کی پیش کردہ طہارت جسمانی و روحانی کو بحال رکھا تھا۔ بنابریں وہ وضو اور غسل جنابت کا قائل تھا۔

۷۔ بہاء اللہ نے حلال و حرام سے متعلق جملہ احکام اسلامی کو نظر انداز کر دیا اور اس ضمن میں عقل انسانی کو حاکم تصور کرنے لگا۔ اگر حق کی توفیق شامل حال ہوتی تو اسے معلوم ہوتا کہ اسلام کی حلال کردہ اشیاء عقل کے نزدیک بھی حلال ہیں اور محرمات کے حق میں عقل بھی حرمت کا فیصلہ صادر کرتی ہے۔ اس ضمن میں ایک اعرابی کا واقعہ ذکر کرنے کے قابل ہے۔ اس سے سبب پوچھا گیا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں کر ایمان لائے؟ اس نے جواباً کہا میں نے کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کو انجام دینے کا حکم صادر کریں اور عقل انسانی کہے کہ ایسا نہ کر۔ اور نہ کوئی ایسا معاملہ میری نگاہ سے گذرا کہ عقل منع کرے اور آپ وہ کام کرنے کا حکم دیں۔[2] اگر بہاء اللہ اس اعرابی کی بات پر غور کرتا تو حقیقت کو پا لیتا۔ مگر اس کا مقصد صرف تخریب تھا۔ ظاہر ہے کہ تخریب کے لئے صرف پھاوڑا مطلوب ہے جو ہر چیز کو تہس نہس کر کے رکھ دیتا ہے۔

۸۔ اگرچہ بہاء اللہ اور اس کا استاد مرزا علی محمد انسانی مساوات کے قائل تھے، مگر جمہوریت کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ بادشاہ کو معزول کرنا ان کے نزدیک جائز نہ تھا۔ شاید اسکی وجہ یہ تھی کہ سلطان کو معزول کرنا ان کے نظریات سے میل نہیں کھاتا تھا۔ ان کے مذہبی نظریات کی اساس یہ تھی کہ ذات باری انسانوں میں حلول کر آتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اندریں

---

[1] ما اشبہ اللیلۃ بالبارحۃ۔ (س) [2] عصر حاضر کی تمام ریسرچ و تحقیق اور سائنس و فلسفہ اس اعرابی کے قدموں پر نثار کی جا سکتی ہے۔ (س)

صورت انسانوں کی تقدیس کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی ذات ان میں حال نہ بھی ہو، اس لئے کہ ان میں حلول کا امکان ہوتا ہے۔ بنابریں تقدیس سلاطین کا نظریہ ان کی عقل و منطق کیساتھ ہم آہنگ تھا۔

تقدیس سلطان کے باوجود بہاء اللہ علماء کی فضیلت و عظمت کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔ بلکہ اس کا استاد مرزا علی محمد ان علماء کے خلاف جنگ آزما رہا جو اس کے نظریات کا ابطال کرتے تھے۔ اسی طرح بہاء اللہ بھی علمی اجارہ داری کے خلاف معرکہ آراء رہا۔ خواہ وہ مسلمانوں میں پائی جاتی ہو۔ یا یہود و نصاریٰ میں۔۔

بہاء اللہ کا جانشین عباس آفندی | بہاء اللہ کا اقتدار ۱۶ مئی ۱۸۹۲ء کو اس کی موت کے ساتھ ختم ہوگیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عباس آفندی جسے عبد البہاء، اغصنِ اعظم (بڑی شاخ) بھی کہتے تھے۔ اس کا نائب قرار پایا۔ چونکہ سب عقیدت مند بہاء اللہ سے خلوص رکھتے تھے اس لئے کوئی بھی بہاء اللہ کا خلیفہ بننے میں اس کا مزاحم نہ ہوا۔ عباس آفندی مغربی تہذیب و تمدن سے پوری طرح باخبر تھا اس لئے اس نے اپنے والد کے افکار کو مغربی طریق فکر و نظر میں ڈھال دیا۔ اس نے حلول کے عقیدہ کو اپنے مذہب سے خارج کر دیا۔ اس کا والد جن خوارق عادات کا مدعی تھا۔ اس نے یہ دعویٰ بھی ترک کر دیا۔ مغربی تہذیب و ثقافت کے زیر اثر اس نے یہود و نصاریٰ کی مقدس کتابوں کا مطالعہ کرنا شروع کیا۔

(بہائی مذہب کی تدریجی ترقی کی داستان بڑی عجیب ہے۔) اس مذہب کے اولین بانی نے اسلام کی تجدید و اصلاح کے نام سے اسکی تعلیمات کی تخریب کا بیڑا اٹھایا تھا۔ جب اس کا نائب بہاء اللہ مسند نشین اقتدار ہوا تو اس نے جملہ تعلیمات اسلامی کا انکار کرکے اپنے استاد کے مشن کی تکمیل کر دی۔ جب تیسرے گدی نشین نے مسند سنبھال لی تو اس نے اصول اسلامی کے انکار پر ہی بس نہ کی بلکہ قرآنِ کریم کی بجائے کتب یہود و نصاریٰ کی جانب متوجہ ہوا اور ان سے اخذ و استفادہ کرنے لگا۔

یہود و نصاریٰ میں بہائیت کی اشاعت | اسی کے زیر اثر یہ مذہب یہود و نصاریٰ اور مجوس میں پھیلنے لگا اور ان مذاہب کے لوگ جوق در جوق بہائیت میں داخل ہونے لگے۔ دوسری وجہ یہ تھی۔ کہ جب عباس آفندی اور اس کا والد بہاء اللہ مسلمانوں سے مایوس ہوگئے تو انہوں نے اپنی توجہ دیگر مذاہب والوں کی طرف منعطف کرنا شروع کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سرزمین فارس اور اس

کے قرب وجوار میں یہود و نصاریٰ کثرت سے بہائیت کے حلقہ بگوش ہو گئے ۔ انہوں نے بلاد ترکستان میں عمارتیں تعمیر کر رکھی تھیں ۔ یہاں اجلاس منعقد کیا کرتے تھے ۔ یہ مذہب یورپ و امریکہ میں بڑی تیزی سے پھیلنے لگا اور بہت سے لوگ ان کے دامِ تزویر میں پھنس گئے ۔ مشہور کتاب، "العقیدۃ والشریعۃ" کا مصنف لکھتا ہے ۔

"شہر عکا کے نبی (بہاء اللہ) نے محسوس کیا کہ یورپ و امریکہ کے بعض لوگ بڑے جوش و خروش سے بہائیت کو قبول کرتے جا رہے تھے یہاں تک کہ عیسائیوں میں بھی ان کے حلقہ بگوش پیدا ہو گئے ۔ امریکہ میں جن ادبی انجمنوں کا قیام عمل میں آیا وہ بہائیت کے اصول و ضوابط کے استحکام میں ممدّ و معاون ہوتی تھیں ۔ امریکہ سے ۱۹۱۰ء میں ایک مجلّہ "نجم الغرب" نامی نکلنا شروع ہوا ۔ جس کے سال بھر میں انیس ۱۹ شمارے شائع ہوا کرتے تھے ۔ انیس ۱۹ کے عدد کی وجہ تخصیص یہ تھی کہ یہ ہندسہ ان کے یہاں بڑا موثر تھا ۔ بہائی یوں بھی اعداد کی قوت تاثیر کے قائل تھے ۔ جیسا کہ ہم مرزا علی محمد کا حال بیان کرتے وقت تحریر کر آئے ہیں ۔"

مصنف مذکور مزید لکھتا ہے :-

"بہائیت اضلاع متحدہ امریکہ کے دور افتادہ علاقوں میں پھیل گئی اور شکاگو میں ایک مرکز بھی قائم کر لیا ۔" (العقیدۃ والشریعۃ ص ۔ ۲۵)

بہائی فرقہ والوں نے عیسائیوں کو ورغلانے کے لئے ان کی کتابوں سے استدلال کرنا شروع کیا اور یہ دعویٰ کھڑا کر دیا کہ عہد قدیم و جدید میں بہاء اللہ اور اس کے بیٹے کی بشارت موجود ہے ۔ گولڈ تسیہر اس ضمن میں لکھتا ہے :-

"عباس آفندی کے ظہور سے بہائی مذہب نے تورات و انجیل سے مدد لے کر ایک نیا قالب اختیار کیا ۔ تورات و انجیل میں عباس آفندی کے ظہور کی خبر دی گئی تھی اور بتایا گیا تھا کہ وہ امیر و رئیس ہو گا اور عجیب و غریب القاب سے ملقب ہو گا ۔ یہ ذکر کتاب اشعیاء کے انیسویں باب کی آیت نمبر ۶ میں مذکور ہے ۔ اس میں مرقوم ہے ۔

"ہمارے یہاں ایک لڑکا (بہاء اللہ) پیدا ہو گا جس کے گھر میں ایک بچہ جنم لیگا جو بڑا نام پائے گا ۔ اسے بڑے القاب و آداب سے یاد کیا جائے گا ۔ اور "رئیس السلام" کے نام سے پکارا جائے گا ۔" (العقیدۃ والشریعۃ)

یورپی ممالک میں شیوع بہائیت کا راز | یہ ہے بہائیت کی اصلی تصویر، ان کے اپنے اعلانات اور بیانات کی روشنی میں ہم نے اس کے اصول و عقائد کو بلا تحریف و تاویل من و عن بیان کر دیا ہے۔ ہمارا ارادہ یہ ہے کہ اس کتاب میں مختلف فرق و مذاہب کے معتقدات ان کے اپنے خیال کے مطابق درج کر دیئے جائیں یا جسطرح اس کے حامی تصویر کشی کرتے ہیں۔ یورپین لوگوں نے بہائیت کی حمایت اس لئے کی تھی کہ اس سے اسلامی اصول و قواعد کی تخریب ہوتی ہے۔ (اور انہیں ہر اس بات سے دلچسپی ہوتی ہے جو اسلام کے خلاف ہو)

سابقہ بیانات سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ یہ فرقہ مجموعۂ اوہام ہے۔ یہ مذہب امریکہ و یورپ اور ان مسلمانوں میں پھیلا تھا جو دین برحق سے برگشتہ ہو گئے تھے۔ بایں ہمہ یورپین لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ مسلمانوں میں بہائیت کے پیرو کثیر التعداد ہیں۔ مگر وہ ہدف ظلم و ستم بننے کے خوف سے اس کا اظہار نہیں کرتے۔ ان کا یہ دعویٰ دلائل سے عاری ہے۔ اس لئے کہ اسرارِ نہانی کا علم صرف خدا کی ذات کو ہے۔ یورپین لوگ بھی غیب دانی کے مدعی نہیں ہیں۔ شاید ان کے یہ اقوال ان کے جذبات و احساسات کے ترجمان ہیں۔ اس لئے کہ ان کا آخری مقصد اسلامی تعلیمات کی تضحیک اور ان کا استخفاف ہے۔ مگر دین حق کے مقابلہ میں ان کی یہ مساعی پرکاہ کی حیثیت نہیں رکھتیں، وہ غصہ سے جان بحق ہو سکتے ہیں۔ مگر ان کی آرزو بر نہیں آ سکتی۔ ع

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

بہائی مذہب کے متعلق مصری حکومت کا فیصلہ | یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ مصر کے محکمہ قضاء نے یہ فیصلہ صادر کیا ہے کہ بہائیت آسمانی مذہب نہیں، بلکہ سرے سے کوئی مذہب ہی نہیں۔ خلاف ازیں یہ چند افکارِ پریشان کا مجموعہ ہے، جسکا مقصد اسلام کو نقصان پہنچانا، انارکی پیدا کرنا اور مسلمانوں میں الحاد و دہریت کو پھیلانا ہے۔

انہی وجوہات کی بناء پر مصری حکومت کے اس محکمہ نے جو نکاح کی رجسٹریشن کے سلسلہ میں قائم کیا گیا ہے۔ بہائی مذہب سے متعلق تین اشخاص کے بارے میں یہ فتویٰ دیا تھا کہ وہ اسلامی اصولوں کے منکر ہیں۔ یہ فتویٰ دینے سے قبل مصری قانون کی اس دفعہ کا مطالعہ کر لیا گیا تھا، جو رفاہی انجمنوں اور اجتماعی سوسائٹیوں سے متعلق ہے اس بات کی تحقیق بھی کر لی گئی تھی کہ بہائی مذہب کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی تعلیمات عقائد فاسدہ پر مشتمل اصول دین کے منافض اور مسلمانوں کے انبیاء کتب مقدسہ میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی موجب ہیں۔

مصری حکومت کے محکمہ قضاء کے اراکین قبل ازیں پارلیمنٹ میں ان خیالات کا اظہار کر چکے تھے۔ بلکہ یہاں تک کہہ دیا گیا تھا کہ بہائیت آسمانی مذاہب کے منافی ہے۔

جس ملک (مصر) کا سرکاری مذہب اسلام ہو اور اس میں ایسے عقائد فاسدہ اور ان پر مشتمل کتب کی نشر و اشاعت جن نقصانات کی موجب ہو سکتی ہے۔ ان سے اس سلطنت کی غایت تشکیل ہی فوت ہو جاتی ہے۔ ایسے عقائد کی اشاعت کا منطقی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ امن عامہ تباہ ہو جاتا۔ لوگوں کے جذبات برانگیختہ ہوتے اور انتشار عام پیدا ہو جاتا ہے۔ مزید براں جو مذاہب ملک میں قبل ازیں رائج ہوتے ہیں۔ ان کی تضحیک ہوتی ہے۔ جسکی بناء پر ان پر ایمان رکھنے والے مشتعل ہو جاتے ہیں۔ اس فتویٰ میں وزارت داخلہ کے اس بیان سے بھی استناد کیا گیا تھا کہ وزارت داخلہ کی تحقیق میں بہائی ٹولہ کوئی مذہبی گروہ نہیں ہے۔

ان وجوہ و اسباب کی روشنی میں مصری پارلیمنٹ کے ادارۂ افتاء نے یہ فیصلہ صادر کر دیا تھا کہ ان تین اشخاص کے نکاح کی توثیق نہیں کی جا سکتی بلکہ یہ نکاح باطل ہے۔ اس لئے کہ بہائیت کا قیام مصر کی سرکاری حکومت کے منشاء کے خلاف ہے۔ (یہ تینوں اشخاص بہائی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔)

اس افتاء کی عبارت سے جو حقیقت اجاگر ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ مصر کا ایک وکیل بہائی مذہب کے چند اشخاص کے نکاح کی توثیق کرانے کے لئے متعلقہ محکمہ میں حاضر ہوا۔ تصدیق کنندہ کو یہ معلوم کرنے کے لئے تامل ہوا، کہ آیا مصری قانون میں بہائی فرقہ کا وجود بھی ہے۔ اور اس کے شخصی حالات اس میں مذکور ہیں یا نہیں۔؟ چنانچہ وزارت داخلہ نے اس کا جواب نفی میں دیا۔ محکمہ توثیق نکاح نے جب مزید تجسّس سے کام لیا تو معلوم ہوا کہ بہائیت دین اسلام کو ضرر پہنچانے والا مذہب ہے اور مصری حکومت ایک مذہب کی حیثیت سے اس کا اعتراف نہیں کرتی۔ نظر بریں اس کی حمایت سے معذور ہے اور نکاح کی توثیق نہیں کر سکتی۔ الّا یہ کہ بہائیت پر ایک مذہبی گروہ کے علامات واضح ہوں جو توثیق نکاح کے مؤید ہوں۔ تسجیل نکاح سے متعلقہ محکمہ کا اشارہ اس جانب تھا، کہ جن فرقوں کے یہاں عقد نکاح کی مجالس ملّی نہیں ہیں ان کے نکاح کی توثیق شرعی عدالت میں کی جاتی ہے، اور محکمہ ہٰذا یہ خدمت بجا لانے سے معذور ہے۔ جب اس طریق سے بھی مقصد حاصل نہ ہو سکا تو بہائی فرقہ والے یہ دعویٰ لے کر کھڑے ہو گئے کہ وہ ایک رفاہی اور روحانی انجمن سے متعلق ہیں، لہٰذا نکاح کی توثیق ناگزیر ہے۔ مگر فتویٰ نے یہ داؤ بھی نہ چلنے دیا۔

بہائی مذہب کی عظیم خاصیت | حق بات یہ ہے کہ جب اعداء دین کی مساعی سے دینی دعوت روبانحطاط ہوتی ہے تو اسلامی دیار و امصار میں بہائیت زور پکڑ لیتی ہے، یہی وجہ ہے کہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے بعد بہائی مذہب نے بڑا عروج حاصل کیا تھا۔ بہائیت اب بھی کہیں کہیں سر نکال رہی ہے، دینی غیرت کا تقاضا ہے کہ اس کو ملیا میٹ کر دیا جائے یا اسے اس کے مرکز شکاگو کی طرف لوٹا دیا جائے جہاں سے اس کا ظہور ہوا تھا۔ ■■

قادیانی اور قادیانیت عالم عرب کے مشہور مصنّف کی نظروں میں

بیشک قادیانیوں کے افکار و آراء مسلمانوں کے اجماعی عقائد کے خلاف ہیں۔ مسلمان عہد نبوی سے لے کر آج تک اس بات کے معتقد رہے ہیں کہ نبی کریم قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں۔ آپ نے صراحۃً فرمایا تھا: لانبی بعدی۔ (میرے بعد نبی نہیں آئیں گے۔) مزید براں مرزا صاحب کے دعاوی بڑے عجیب و غریب ہیں اور ان میں تضاد پایا جاتا ہے۔ ایک طرف وہ اپنے آپ کو مسیح کہتے ہیں اور دوسری جانب مثل مسیح ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس قسم کے متضاد بیانات ان کی تصانیف میں بہت ہیں اور اس پر طرّہ یہ ہے ان کی کوئی دلیل ان کے یہاں نہیں پائی جاتی ان کا سب سے اہم معجزہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے قبل از وقوع کسوف سے آگاہ کر دیا۔ حالانکہ ہیئت داں بکثرت ایسا کرتے ہیں۔ اور انہیں نبوت کا دعویٰ ہوتا ہے نہ رسالت کا۔ بلکہ یہ ایک انسانی فن ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ مزید براں یہ پہلو قابل ملاحظہ ہے کہ مرزا صاحب کے عصر و عہد سے قبل یہ فن اپنے نقطۂ عروج تک پہنچ چکا تھا۔ آپ کی دعوت کا آغاز گذشتہ صدی کے اواخر اور موجودہ صدی کے آغاز میں ہوا اور اس وقت یہ فن مدوّن ہو چکا تھا ــــ مرزا صاحب کے اقوال دلائل سے مؤیّد ہیں اور نہ اسلامی اصول و مبادی سے ہم آہنگ ہیں۔ نظر بریں ان اقوال کے پیش نظر مرزا صاحب اسلامی حدود سے تجاوز کر گئے اسلئے کہ نبی کریمؐ ہمیں ایک جادۂ روشن پر چھوڑ گئے تھے جس میں شب و روز کی کوئی تمیز نہیں ــــ باقی رہا مرزا صاحب کا مجدد والی حدیث سے تمسک، تو اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ مجددین سابقین نے نبوت کا دعویٰ کیا اور نہ معجزات کا۔ پھر آپ ایک مستثنےٰ شخصیت کیونکر ہو سکتے ہیں؟ حق بات یہ ہے کہ آپ کا قریبی تعلق ائمہ شیعہ سے ہے۔ شیعہ کا یہ دعویٰ ہے کہ ان کے ائمہ معصوم و ملہم ہیں۔ اور ان کے ہاتھوں معجزات کا صدور ہوتا ہے۔ تاہم وہ یہ نہیں کہتے کہ ان پر وحی نازل ہوتی ہے۔ یا وہ خدا سے شرف ہم کلامی حاصل کرتے ہیں۔ بہر حال مرزا صاحب کی تعلیمات کا اسلام سے کوئی سروکار نہیں ــــ (ترجمہ از المذاہب الاسلامیہ للشیخ ابی زہرہ)